

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ کے اوراق سے

جاہلیت کے جھنڈے

دابق شمارہ 9 کے مضمون کا اردو ترجمہ

اب جب کہ المعروف 'عرب بہار' کی سرزمین پر بہت سے عسکری گروہ جاہلیت کی بنیاد پر بنے جھنڈے لہرا رہے ہیں اور چونکہ جہاد کے بہت سے دعوے داروں نے ایسے جھنڈوں کی اجازت دے دی ہے اور اُنکو اپنے علاقوں میں لہرانے کا جواز فراہم کیا ہے، بلکہ اب جبکہ خلافتِ اسلامیہ کے خلاف لڑنے والے مرتد صحوات میں سے بہت سے گروہ جو ایسے جھنڈے اُٹھائے ہوئے ہیں کی مدد کی جا رہی ہے، یہ بہت ضروری ہو گیا ہے کہ اُمت کو ان جھنڈوں کی تاریخ سے آگاہ کیا جائے۔

'عرب بہار' کے جھنڈوں کا تاریخی منبع - بلکہ ان تمام جھنڈوں کا کہ جو مختلف مرتد عرب حکومتیں ماضی میں بلند کرتی رہی ہیں - ایک صلیبی انگریز مارک سائیکس کا تخلیق کردہ جھنڈا ہے۔ جی ہاں مارک سائیکس - سائیکس پیکو معاہدے والا، جس معاہدے نے مسلمان

علاقوں کو قومی رساستوں کی بنیاد پر بانٹ دیا تھا، وہی صلیبی کہ جس نے صیہونی ریاست کے قیام کے پیچھے بدنامِ زمانہ بالفور ڈیکلیریشن کو پروان چڑھایا تھا۔

کالا رنگ عباسی خلافت کو ظاہر کرتا تھا، سفید اُموی خلافت کو، سبز فاطمی ریاست کو اور سرخ حجاز کے قائد 'شریف'[1] کو۔ اس علامتی منصوبے میں اُس نے اسلام کی خلافت کو مرتد اسماعیلی اور مرتد ایجنٹوں کے ساتھ خلط ملط کر دیا۔ اُسے اپنے عرب پیروکاروں کو کچھ ایسی ، تاریخی، مادی اور خاص 'عربی' علامت دینی تھی جس کے ارد گرد وہ اُن کو اکٹھا کر سکے۔ یہ جھنڈا اُس 'عرب بغاوت' کا جھنڈا بن گیا جسے اُس نے تخلیق کیا تھا۔ یہ جھنڈا پہلے مصر میں انگریز فوج نے بنوایا تھا تا کہ اُسے اُسکے اتحادی بلند کر سکیں۔

سائیکس کے عرب قومیت پسند اتحادیوں میں سے کچھ نے صفی الدین الحلی– کہ جس نے 750 ھجری میں وفات پائی– کی شاعری سے اپنی جاہلی علامتوں کو تقویت فراہم کی۔ الحلی نے کہا، "ہمارے اعمال سفید ہیں، ہماری جنگیں کالی ہیں، ہمارے کھیت سبز ہیں اور ہماری تلواریں سرخ ہیں۔" درحقیقت یہ شاعری تو 'عرب بغاوت' کے کئی سو سال پہلے لکھی گئی تھی۔ سائیکس نے اپنے ہمنواؤں اور قائدین کے ساتھ ملکر مسلمانوں کے پہلے سے بٹے علاقوں کو قومی ریاستوں میں مزید بانٹنے کا منصوبہ تیار کیا۔ مسلمان علاقے عثمانی حکمرانوں کی حکومت کے خاتمے سے دو سو سال پہلے ہی مظاہر پرستوں کے (قبر پرستی کے لئے) بنائے گنبدوں، اور خاص طور پر ان کے ہاتھوں انسان کے بنائے قوانین کے نفاذ سے آلودہ ہو چکے تھے۔ اس نازک صورتحال جس میں 'ترکیانے' (Turkification) کی پالیسی بھی شامل ہو گئی– کہ جس نے ترک قومیت کو پروان چڑھایا اور عربی زبان کی تنزلی کی– نے سائیکس اور اُسکے ہمنواؤں کی 'عرب بغاوت' کو پروان چڑھانے میں مدد فراہم کی۔

انگریزوں نے الحسین ابن علی (حجاز کے 'شریف'– جو 1931ء، 1350ھ میں مرا) سے مذاکرات شروع کر دیے تا کہ وہ بغاوت کر دے اور ایک خود مختار عرب قومی ریاست کا اعلان کر دے۔ الحسین ابن علی نے اپنے پچھلے عثمانی آقاؤں سے بغاوت کر دی اور انگریزوں کی اجازت سے خود کو 'عرب علاقوں کا سلطان' اور 'خلیفہ' ہونے کا اعلان کر دیا، ایک ایسی قومی خلافت کا جسے صلیبیوں نے تشکیل دیا تھا! اُس نے یقیناً اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کیا تھا کہ وہ اُس سے مسلمان علاقوں کو انسان کے بنے قوانین اور کافروں کے

گنبدوں سے آزاد کراتا اور وہاں شرعی خلافت قائم کرتا۔ بلکہ وہ تو فقط قومی 'خلافت' کے تحت 'عرب' علاقوں کو متحد کرنے کے لئے لڑاتا کہ وہ اپنے نئے صلیبی آقاؤں کے زیرِ تسلط حکومت کر سکے۔

عرب بغاوت کے تحت ایسی بہت سی جنگوں میں کہ جس کی قیادت اُس نے اور اُسکے بیٹوں نے کی، اُنکی افواج کی مدد برطانوی صلیبی جن میں کرنل سیرل ولسن، کرنل پیئرس سی جائس، لیفٹیننٹ کرنل سٹیورٹ فرانسز نیوکومب، ہربرٹ گارلینڈ، اور کپتان ٹی ای لارنس (المعروف "لارنس آف عریبیہ") اور فرانسیسی صلیبی جن میں کرنل ایڈورڈ بریمون، کپتان روساریو پیسانم، کلاڈ پروسٹ، اور لارین دوپی اور فرانسیسی مرتد جن میں شامل ہیں محمد اولد علی راہو کرتے تھے۔ برطانوی انگریز تو اپنی بحریہ اور فضائیہ کا بھی جنگوں میں استعمال کرتے تھے تاکہ اُسکے ذریعے الحسین اور اُسکے بیٹوں کو اپنے مخالفین پر برتری دلا سکیں۔ الحسین اور اُسکے بیٹے برطانوی صلیبیوں کے دیے احکامات کی تابع فرمانی سے اتباع کرتے تھے تاکہ اُنہیں برطانیہ کی مدد حاصل رہے۔ آخرِ کار برطانوی انگریزوں نے اُنہیں شام، عمان، عراق اور حجاز میں بادشاہ مقرر کر دیا۔ عمان کا موجودہ طاغوت اِسی خاندان کی اولاد میں سے ہے۔

الحسین کا خاندان جلد ہی شام کا علاقہ فرانسیسیوں (جو کہ سابقہ اتحادیوں میں سے ایک تھے)، عراق دوسرے کچھ زیادہ 'نظریاتی' قومیت پسندوں اور حجاز برطانوی مراعت یافتہ مرتد 'عبد العزیز ابن سعود' اور اُسکے بیٹوں کے ہاتھوں کھو بیٹھا۔ برطانوی انگریزوں نے اندازہ لگا لیا کہ 'عبد العزیز اور اُسکے بیٹے 'خلافت کے دعویٰ کے حوالے سے کبھی بھی صلیبیوں کے متعین کردہ اپنی بادشاہت کے علاقے سے پرے زیادہ علاقے نہ مانگ سکتے ہیں نہ ہی مانگیں گے۔ برخلاف الحسین اور اُسکے بیٹوں کے جنہوں نے–اپنی قریشی ہونے کے سبب–اپنے ذہن میں خلافت کا تصور رکھا ہوا تھا، اگرچہ وہ بھی صلیبیوں کا گھڑا ہوا قومی نوعیت کا تصور تھا۔ اس طرح انگریز قومی 'خلافت' سے بھی پھر گئے کہ جسے ایک وقت میں انہوں نے خود ہی پروان چڑھایا تھا۔

نوآبادیاتی دور کے بعد صلیبیوں کی قائم کردہ مختلف مرتد کٹھ پتلی حکومتوں میں سب نے مارک سائیکس کے تخلیق کردہ اُسی جھنڈے کی تبدیل کردہ صورتوں کو اپنایا ہے، کبھی چاروں رنگوں کو استعمال کر کے اور کبھی کبھار چار میں سے تین رنگوں کو استعمال کر کے۔ 'عرب بغاوت' کا جھنڈا موجودہ مختلف عرب قومی حکومتوں، جن میں الجزائز، مصر، عراق، عمان، کویت، لیبیا، سوڈان، شام (اسد کی

حکومت اور اُسکے باغی محارب دونوں)، متحدہ عرب امارات، یمن، فلسطین، اور صومالیہ، مراکش، مالی، ایران کے علاقوں میں چلنے والی عرب قومی تحاریک، اور اسکے علاوہ بعث پارٹی اور مرتد جیشِ نقشبندیہ شامل ہیں، کے زیرِ استعمال جھنڈوں کا باپ ہے۔

یہ جھنڈے در حقیقت صلیبیوں، اُنکے مرتد ایجنٹوں، عرب قومیت اور صلیبیوں کے وفادار کٹھ پُتلی طواغیت کی نمائندگی کرتے ہیں۔

اس مختصر تاریخ سے چند اہم سبق اخذ کیے جاسکتے ہیں:

1۔ صلیبیوں کو اپنے اتحادیوں کو خوش کرنے کے لئے 'اسلامی علامتوں' کو پروان چڑھانے کی یا اُنہیں ایسا کرنے کی اجازت دینے میں کوئی عار نہیں ہے جب تک وہ علامتیں قومیت کے زہر کے ساتھ مخلوط ہوں۔

2۔ صلیبی 'تقسیم کرو اور قبضہ کرو' کی پالیسی پر انحصار کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے علاقوں کو قومیت، تعصب اور دوسری جاہلیت کی اشکال کے ذریعے تقسیم کرتے ہیں۔ وہ نسبتاً سیکولر گروہوں کے مقابلے میں بظاہر 'زیادہ اسلامی' نظر آنے والے گروہوں کی طرف داری سے بھی گریز نہیں کرتے اگر اُنہیں یہ محسوس ہو کہ سیکولر گروہ خطہ میں انکے مفادات کا اچھی طرح سے تحفظ کرنے سے قاصر ہے، جیسے کہ انہوں نے جھوٹے 'سلفی' عبدالعزیز کی صوفی الحسین کے مقابلے میں مدد کی۔ اب شام میں بھی اسی بات کی توقع ہے کیونکہ آزاد شامی فوج (ایف ایس اے) مغربی مفادات کے تحفظ میں ناکام رہی ہے جبکہ 'اسلامی' فرنٹ کو کامیابیاں ملی ہیں، چنانچہ اس بات کی قوی توقع ہے کہ 'اسلامی' فرنٹ کو خلیجی اور ترک ثالثوں کے ذریعے بہت سی مراعات ملیں گی۔

3۔ صلیبیوں کو اس سے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ وہ داڑھی رکھے ایجنٹوں کی ایک نیم 'اسلامی' سیاسی جماعت بنانے میں مدد کریں، بلکہ اُنکی اپنی صلیبی فوجوں، بحریہ اور فضائیہ کے ذریعے مدد کریں، اگر ایسا کرنے سے اُنکے وسیع تر مفادات کا تحفظ ہوتا ہو۔ وہ اپنی جنگیں لڑنے کے لئے ایسے ایجنٹوں پر انحصار کرتے ہیں، تاکہ وہ اپنے فوجیوں کی زندگیاں بچا سکیں۔ اُن کے نزدیک یہ "دو برائیوں میں سے چھوٹی برائی" ہے۔

4۔ صلیبی اپنے ایسے اتحادیوں کو مراعات کی پھسلتی ڈھلوان کی طرف کھینچ لانے کی کوشش کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ اپنے اصولوں اور عزت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ انکا دین محض ذاتی اور گروہی مفادات کے حصول کا ذریعہ بن جاتا ہے جو انہیں دین کے ہر حکم کو چھوڑ

دینے پر آمادہ کرلیتا ہے۔ اسی لئے ایک کافر سے دوسرے کافر کے خلاف مدد لینا خطرناک ہے کیونکہ آغاز میں انکے مطالبات 'معصومانہ' دکھائی دیتے ہیں لیکن بعد میں واضح کفر کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ پریشان کن بات اور کیا ہوگی کہ جب ایک 'اسلامی' گروہ خلافتِ اسلامیہ کے مہاجرین اور انصار کے خلاف کفار کی مدد طلب کرے۔

5۔ جب صلیبیوں کو ارتداد میں اور زیادہ ڈوبے ہوئے نئے اتحادی مل جاتے ہیں تو وہ اپنے پرانے مرتد اتحادیوں کو اکیلا چھوڑ دیتے یا دغا دے جاتے ہیں۔ وہ اپنے دشمنوں کی درجہ بندی کرتے رہتے ہیں۔ وہ وقتی طور پر تو 'زیادہ اسلامی' گروہوں سے تعلق رکھنے والے داڑھی رکھے مرتدین کی مدد کرتے ہیں لیکن موقع ملتے ہی انہیں خود پیچھے سے خنجر گھونپنے یا اپنے زیادہ وفادار ایجنٹوں اور اتحادیوں کے ذریعے ایسا کروانے سے دریغ نہیں کرتے۔

6۔ صلیبی ایسے لوگوں کو اپنے مفادات کے حصول کے لئے استعمال کرسکتے ہیں جن کی علامتی یا تاریخی اہمیت ہو۔ چنانچہ کسی کو حیرت نہیں ہونی چاہیے جب وہ 'دعوت' اور 'جہاد' کی تاریخ رکھنے والوں کو مرترین کے ساتھ ترکی میں اکٹھا بیٹھا دیکھے۔

7۔ انگریزوں، الحسین اور عبدالعزیز کے مابین تعلقات کبھی بھی راز نہیں رہے، جیسا کہ 'اسلامی' فرنٹ، قطر، ترکی اور السلول کے تعلقات مخفی نہیں رہے ہیں، کیونکہ انکے آپس میں ملنے کی خبریں زبان زدِ عام ہیں۔ البتہ ماضی اور حال کے خفیہ منصوبوں کی تفاصیل ان مرتدین نے عوام کالانعام سے چھپا کر ہی رکھی ہیں۔

اس مختصر سی تاریخ کے بعد تمام مسلمانوں کو ایسے کسی بھی گروہ کو رد کردینا چاہیے جو ان جاہلیت کے جھنڈوں کو لہرائے اور ہر اُس گروہ کو بھی جو ان کی مدد کرتا ہے جو ان جھنڈوں کو اسلامی ریاست کے خلاف اُٹھاتے ہیں۔ سازش اور گہری ہوتی جارہی ہے کیونکہ صحوہ، قطر اور السلول کی فضائیہ سے اسلامی ریاست کے خلاف فضائی تحفظ کی درخواست کررہے ہیں۔ اللہ قیامت کے دن انہیں اپنے آباء یعنی الحسین ابن علی[2] اور عبدالعزیز ابنِ سعود کے صفوں میں اُٹھائے۔

1-شریف کے معنی "معزز" کے ہیں۔ حجاز (مکہ اور مدینہ) کے حکام کو اس لقب سے متصف کیا جاتا تھا کیونکہ وہ 597ھ / 1200ء سے لے کر 1344ھ / 1925ء تک سب کے سب قتادہ ابن ادریس الحسنی کی نسل میں سے تھے۔ لیکن آخر میں آنے والے حکام شرک، اور کفار اور صلیبیوں کے ساتھ ولاء کی بنا پر ارتداد میں پڑ گئے لہذا وہ کسی بھی طرح اس پُروقار لقب کے مستحق نہیں ہیں۔

2-ناموں میں مماثلت کی وجہ سے یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس مضمون میں جہاں بھی الحسین ابن علی کا ذکر آیا ہے تو اس سے مراد صلیبیوں کا ایجنٹ نام نہاد "شریفِ "مکہ ہے نا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باوقار صاحبزادے۔

ترجمہ: دعوتِ حق

رمضان المبارک 1436ھ

